

قرآنی اصطلاح "کلمہ سواء" کی حقیقی تطبیق

(وحدت الادیان "اور" دینی تکثیریت" کے پس منظر میں)

ڈاکٹر سجاد علی رئیس

اسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز

(شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیر پور میرس)

Abstract

Religious pluralism is a new emerging concept of religion which has several meanings. It is similar to the Quranic concept of Wahdatul Adyan (wahdatul Adyan). But on the other hand, the new interpretation of religious pluralism is that most of the scholars are agreed that all religions are seeking the reality for the salvation of Almighty Allah. Somehow realities are existing in every religion. The Quranic version of religious pluralism means monotheistic religions are equally preaching the human being for the salvation of GOD. Indeed, it is an inspiring source to strengthen the religious harmony in the societies. The present paper aims to discuss the concept of pluralism is not matching with the Islamic concept of salvation. Islam completely supports the religious co-existence of every religion but it does not mean that every religion owns completely reality.

Key Words: wahdatul Adyan, Quranic version, Religious pluralism, Quranic concept, completely reality, religious pluralism, Islamic concept, every religion.

وحدت الادیان علوم القرآن کی اصطلاح ہے چوں کہ قرآن نے اہل کتاب کو ایک نکتے (عقیدہ توحید) پر متحد ہونے کی دعوت دی ہے۔ اس وحدت اور اتحاد کے تناظر میں اس اصطلاح کو معنوں کیا گیا ہے۔ بعض لوگ اس کو دینی تکثیریت (دینی پلورالیزم) کے مترادف اصطلاح تصور کرتے ہیں۔ دینی تکثیریت بھی دور حاضر کی ایک ابھرتی ہوئی اصطلاح ہے جس کی تائید اور مخالفت میں بہت سی تحقیقات موجود ہیں۔ مقالہ ہذا میں

ان دونوں اصطلاحات کے مفہیم میں موافقت ہونے یا نہ ہونے پر بحث کی گئی ہے تاکہ دور حاضر کے حالات کے تناظر میں ان دونوں نظریات کے عملی اطلاقات کو ممکن بنایا جاسکے۔

وحدت الادیان سے عمومی مراد اہل کتاب اور امت مسلمہ کو عقیدہ توحید میں متفق اور مجتمع ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو واضح الفاظ میں اس طرف دعوت دی ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ سوائے خدائے یگانہ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک قرار نہ دیں اور ہم میں سے بعض خدا کو چھوڑ کر بعض دوسروں کو خدا کے طور پر قبول نہ کریں۔ جب (وہ اس دعوت سے) سے روگردانی کریں تو کہیے: گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں۔“ ۴

اہل کتاب سے کون مراد ہیں اس پر عمیق بحث اور تفحص کی ضرورت ہے لیکن اس حد تک تمام مفسرین اور علماء کلام متفق ہیں کہ اسلام کے ساتھ ساتھ یہودیت و عیسائیت بھی اہل کتاب میں سے ہیں۔ قرآنی دعوت کے مطابق یہ تینوں مذاہب کے ماننے والے اپنے مشترکات (الہامی تعلیمات) بالخصوص عقیدہ توحید پر متفق ہو جائے تو دنیا میں امن و آشتی کے لیے راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔ البتہ اس اتفاق و اتحاد کا مطلب مطلقاً دینی تکثیریت (جدید تعبیرات) کی تائید کرنا نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی نیا دین ایجاد کرنا ہے بلکہ خدا واحدہ لا شریک کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے۔ جو انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ کیوں کہ اس ایک نقطہ پر اتفاق کرنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام الہامی تعلیمات کی توضیحات و تشریحات پر بھی متفق ہو جائے یا نہ ہونے کی صورت میں ایک دوسرے کی تشریحات کو قبول کرے۔ ایسا ہونا محال ہے کیونکہ اکثر عقائد و نظریات کی تشریحات جن کا تعلق کلامی ہے۔

اس پر شدید اختلافات ہیں جو ایک دوسرے کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی ان کلامی موضوعات کی طرف توجہ دی ہے۔ جیسے عیسائیت کا حضرت عیسیٰ کو اللہ کا begotten son تصور کرنا ہے

- البتہ پوری عیسائیت اس عقیدہ کے قائل نہیں ہے۔ عیسائیت میں ایک فرقہ توحید خالص کا بھی قائل ہے۔ جیسے یونیٹریئزم کہا جاتا ہے۔

Each religious traditions are authentic manifestations of the real and that each tradition's deity is an authentic face of the real.(7)

جان ہیک کے فلسفہ پلورالیزم کا وحدت الادیان سے مطابقت پیدا ہونا مشکل ہے۔ وحدت الادیان واجب الوجود تک رسائی کا ایک ہی راستہ کا تعین کرتا ہے جب کہ دینی تکثیریت ہر منہج کو اپنی برحقیت تصور کرتا ہے۔ اس وجہ سے وحدت الادیان کے نظریہ کو دینی تکثیریت کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ بلکہ ”کلمہ سوا“ میں اتفاق کرتے ہوئے ایک ہونے کی تاکید ہے۔ کلمہ سوا یعنی توحید پر ایک ہوتے ہوئے اتفاق و اتحاد سے زندگی گزاری جائے۔ چوں کہ مسلمانوں اور اہل کتاب (یہود و نصری) سب خدا کی وحدانیت کے قائل ہیں اس لیے اللہ نے شرک باللہ کی نفی اور توحید باری تعالیٰ پر یکجا ہونے کا حکم دیا۔ کیوں کہ تمام الہامی و آسمانی مذاہب کے ماننے والوں کو اہل جہنمی اور کافر نہیں کہا جاسکتا ہے جب تک کہ وہ توحید اور قیامت کے عقیدہ کے قائل ہیں۔ عقیدہ توحید و قیامت پر یکجا ہونے کا مطلب دینی تکثیریت نہیں ہے بلکہ ایک ہی راہ کی تلاش ہے جس پر چل کر خدا تک پہنچا جاسکتا ہے ایسا نہیں کہ الگ الگ راستوں کو اختیار کر کے کوئی یہ کہیں کہ تمام راستے خدا تک پہنچتے ہیں۔ وحدت الادیان کا بنیادی مطلب یہی ہے کہ ایک ہی راستہ جو صحیح اور مستقیم ہو اس کو تلاش کیا جائے۔ اس لیے کہا گیا کہ شرک کی نفی کی جائے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ شرک ایک راستہ کے بجائے متعدد راستوں کے توسط سے خدا تک پہنچنے کی کوشش کا نام ہے۔ جو مستقیم نہ ہونے کی وجہ سے واجب الوجود تک رسائی نہیں پاسکتا ہے۔ اس امتناع الممكن سے بچنے کے لیے شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے۔ کیوں کہ شرک انسان کو صراط مستقیم سے دور کر دیتا ہے۔ اگر آسمانی مذاہب کے ماننے والے الہامی تعلیمات کی نفی کرے اور شرک کا راستہ اختیار کرے تو یقیناً صراط مستقیم سے دور چلے جائے گے جو نجات بعد الممات کے حق دار نہیں بن سکتے ہیں۔ قرآن مجید نے سب کو کلمہ سوا پر یکجا ہونے کی دعوت دی ہے۔ اس سے یہ مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کلمہ تمام آسمانی مذاہب (اہل کتاب) کے مابین مساوی ہے لہذا کوئی ایک مذہب اپنے آپ کو توحیدی قرار دے کر دوسرے مذاہب کو اس سے خارج نہیں کر سکتا۔ لیکن بد قسمتی سے مذاہب کے درمیان یہ مناقشہ ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے کہ اپنے کو موحد قرار دے کر دوسروں کو مشرک قرار دینا۔ درحالاں کہ یہ ایک نسبی مسئلہ ہے جس کا مطلقاً کسی ایک مذہب کو مصداق قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ آج شاہد ہی کسی کو یہ اختلاف ہو کہ شرک کرنے والے ہر

مذہب انفرادی اور گروہی حیثیت سے پائے جاتے ہیں لیکن آسمانی مذاہب کی اصل روح میں شرک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس تصور نسبیت کو اگر تسلیم کیا جائے تو پھر الہامی مذاہب میں ایک دوسرے پر کفر و شرک کے الزامات میں بہت حد تک کمی واقع ہو جائیں گی، جس سے اہل کتاب کے درمیان وحدت کی ایک مستحکم راہ پیدا ہو جائی گی۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں میں مشرکانہ نظریات کا ہونے سے بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں لیکن یہ تینوں مذاہب من حیث المذہب تو حید خالص کے قائل ہیں۔ قرآن کے مطابق یہودیت حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا اور عیسائیت حضرت عیسیٰ کا بیٹا مانتے ہیں۔ اس مشرکانہ عقیدے کے باوجود عیسائیت اور یہودیت کے بعض گروہوں میں ابھی بھی تو حید خالص کی نظریہ بھی پایا جاتا ہے۔ تاہم یہ دونوں مذاہب تثلیث اور ثنویت کے عقائد کی تعبیر و تشریح میں تو حید کے قائل ہیں۔ لہذا قطع نظر ان کی تشریحات کے اگر اجمالی طور پر تو حید کے قائل ہیں تو اس پر بھی انسانیت وحدت کا بنیاد رکھا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ صاحب تفسیر نمونہ نے لکھا ہے۔

مندرجہ بالا آیت (سورہ آل عمران آیت ۶۴) اہل کتاب کے لیے وحدت و اتحاد کی پکار ہے اور انہیں کہتی ہے کہ تم دعویٰ کرتے ہو بلکہ اعتقاد رکھتے ہو کہ مسئلہ "تثلیث و تو حید" کے عقیدے کے منافی نہیں اس لیے تثلیث میں وحدت کے قائل ہو اور اس طرح یہودی شرک آلود باتوں کے باوجود اور عزیز کو خدا کا بیٹا جاننے کے باوجود تو حید کے مدعی ہیں یوں تم سب کے سب اصل میں اپنی "تو حید" کو مشترک سمجھتے ہو اس لیے آؤ ہم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اس مشترک بنیاد کو مستحکم کریں اور ایسی غیر مناسب تفسیروں سے اجتناب کریں جن کا نتیجہ شرک ہو اور تو حید خالص سے دوری ہو۔" ۸۱ البتہ اس وحدت کا مقصد تثلیث اور ثنویت کو قبول کرنا نہیں ہے بلکہ الہامی مذاہب کو مزید انتشار اور افتراق سے بچانا مقصود ہے۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مذاہب میں غیر تو حیدی نظریات کی حوصلہ شکنی کرنے کے اقدامات اٹھائے جائیں۔ سورہ آل عمران میں جہاں کلمہ سواء میں ایک ہونے کی دعوت دی گئی ہے، وہی پر غیر تو حیدی نظریات کی نفی کی گئی ہے۔ کلمہ سواء سے مراد شرک و کفر کے ہمنوائی کے ساتھ تو حید پر ایک ہونا نہیں ہے۔

قرآنی اصطلاح کلمہ سواء کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ سمجھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ حضرت جعفر صادق بن محمد باقر نے اس آیت میں موجود لفظ "کلمہ سواء" کے بارے میں فرمایا ہے۔ "ان الکلمۃ ہا ہناھی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ، وان محمد رسول اللہ وان عیسیٰ عبد اللہ وانہ مخلوق کا دم۔" ۹ اس آیت کے سیاق و سباق کے ساتھ مطالعے کے بعد یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اللہ کے رسول نے اہل کتاب کو جو دعوت دی تھی اس کو دینی تکثیریت کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ دینی تکثیریت ہوتی تو پھر قرآن اسلامی دعوت کے قبول

نہ کرنے پر اس وحدت سے دور ہونے کی بات نہ کرتا۔ اہل کتاب کو سب سے پہلے دین اسلام کی طرف دعوت دی گئی اس دعوت کو قبول نہ کرنے کی صورت میں دوسرے مرحلے پر مشترکات پر ایک ہونے کی دعوت دی گئی اور اس کو بھی قبول نہ کرنے کی صورت میں ان سے الگ ہونے اور دین اسلام کی شان و شوکت کو بیان کرنے کا حکم ہوا، اسی آیت کا آخری جملہ اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب (وہ اس دعوت سے) بھی روگردانی کریں تو کہیے: گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ ۱۰۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے جہاں ایک طرف اہل کتاب کو وحدت کی دعوت دی ہے وہی پر دوسری طرف ان سے علیحدگی کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ سورہ کافرون ۱۱۔ اس کا ایک بین ثبوت ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سورہ کافرون دینی تکثیریت کی نفی کا واضح ثبوت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مذاہب بالخصوص یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں پر لازم ہے کہ وہ مذہب کے حوالے سے اپنے روایتی طرز تفکر سے ماوراء ہو کر عقلی بنیادوں پر بھی مذاہب عالم کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ مذاہب کے درمیان فصل کے بجائے وصل کی راہیں ہموار ہوں گی جس سے مذہبی ٹکراؤں سے روکا جاسکتا ہے اور عالمی سطح پر امن و آشتی کا ماحول پیدا کیا جاسکتا ہے۔

نتائج:

(۱) وحدت الادیان واجب الوجود تک رسائی کا ایک ہی راستہ کا تعین کرتا ہے جبکہ دینی تکثیریت ہر منہج کو مبنی بر حقیقت تصور کرتا ہے۔

(۲) عقیدہ توحید و قیامت پر یکجا ہونے کا مطلب دینی تکثیریت نہیں ہے بلکہ ایک ہی راہ کی تلاش ہے جس پر چل کر خدا تک پہنچا جاسکتا ہے ایسا نہیں کہ الگ الگ راستوں کو اختیار کر کے کوئی یہ کہیں کہ تمام راستے خدا تک پہنچتے ہیں۔

(۳) تمام آسمانی مذاہب (اہل کتاب) کے مابین مساوی ہے لہذا کوئی ایک مذہب اپنے آپ کو توحیدی قرار دے کر دوسرے مذاہب کو اس سے خارج نہیں کر سکتا۔

(۵) یہودیت، عیسائیت کے ماننے والوں میں مشرکانہ نظریات کا ہونے سے بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں لیکن یہ

دونوں مذاہب من حیث المذہب تو حید خالص کے قائل ہیں۔

(۶) اللہ کے رسول نے اہل کتاب کو جو دعوت دی تھی اس کو دینی تکثیریت کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ دینی

تکثیریت ہوتی تو پھر قرآن "گواہ رہو کہ ہم مسلمان" کا جملہ استعمال نہیں کرتا۔

(۷) تمام الہامی و آسمانی مذاہب کے ماننے والوں کو اہل جہنمی اور کافر نہیں کہا جاسکتا ہے جب تک کہ وہ توحید اور

قیامت کے عقیدہ کے قائل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن: ۳/۶۴

۲۔ شیرازی، آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، مترجم: سید صفدر حسین نجفی (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ربیع الاول ۱۴۱۷ھ) ج ۲، ص

۱۵۲

(3) Knight, Kevin (ed.) The dogma of the Trinity, Catholic Encyclopedia,

New Advent

(4) [http:// biblehub.com/john/3-16.htm](http://biblehub.com/john/3-16.htm) (25 February 2018)

۵۔ القرآن ۱۱۲ / ۱-۴

۶۔ محمد طہر القادری، ڈاکٹر، عرفان القرآن (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۵ء) القرآن ۱۱۲ / ۴-۱

(7) Hick, An Interpretation of Religion (New HavenYalen,, University

Press,1989) p.364-365

۸۔ تفسیر نمونہ، ج ۲، ص ۱۵۱

۹۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۵۲ ۱۰۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۵۲

۱۱۔ "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ وَلَا

أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ" لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝ القرآن: ۱۰۹/۱-۶